حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

دوامِ حدیث

ایک اسلام

حدیث کا علم الجغرافیہ:

"موسم کس طرح بدلتے ہیں، ہم اور آپ تو اتنا ہی جانتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ موسم گرما میں ہم سورج کے قریب ہو جاتے ہیں اور سرما میں دور، اس لئے گرمی اور سردی محسوس کرتے ہیں۔ گرمی میں زمین کے خاکی ذرات گرم ہو جاتے ہیں اور چونکہ یہ ذرات پہاڑوں پہ کم ہوتے ہیں۔ اس لیے وہاں مقابلۃً ٹھنڈک ہوتی ہے۔ لیکن حدیث کہتی ہے:

ابو ہریرۃ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جہنم نے خدا کے پاس شکایت کی کہ میرا دم گھٹ چلا ہے۔ اس لئے مجھے سانس لینے کی اجازت دی جائے۔ اللہ نے کہا کہ تم سال میں صرف دو سانس لے سکتے ہو۔ چنانچہ اس کی ایک سانس سے موسم گرما اور ایک سانس سے موسم سرما پیدا ہو گیا" (بخاری)

لیکن یہ سمجھ میں نہ آیا کہ ہر سال گرمیوں کے موسم میں صرف دو ہی علاقے اس سانس کی لپیٹ میں کیوں آتے ہیں جو خطِ استوا کے قریب ہیں۔ اور سارا یورپ، سائبیریا، گرین لینڈ اور کینیڈا وغیرہ کیوں بچ جاتے ہیں؟ الخ" (دو اسلام صفحہ ۳۲۶)

الجواب :

اس اعتراض کا مطلب یہ ہے کہ جب سردی اور گرمی کا تعلق سورج کے قریب اور دور ہونے سے ہے تو حدیث کا مطلب کیا ہے ؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گرمی کا تعلق سورج کے ساتھ ہے اور ایک حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے : "ما ایقضنا الا حرالشمس" (بخاری) کہ "ہم کو سورج کی گرمی نے جگایا" ـــــ مگر اس حدیث میں ایک اور بات کی طرف اشارہ ہے کہ عالم میں جتنی چیزیں ہیں، ان کا ظہور مادے کی بنا پر ہے اور ان کا فعل ان کی قوت کی بنا پر ہے - ہر چیز مادہ اور قوت فنا یا انتشار کا شکار ہو رہے ہیں اور محدود زندگی کے لئے ان کو ہر لمحہ امداد روحانی پہنچ رہی ہے - اگر ان کو امداد روحانی نہ ملے تو ہر شے تھوڑے عرصہ میں فنا ہو جائے یا منتشر ہو جائے - سورج گرمی چھوڑ دے اور برف سردی - پس وہ منبع جس سے سورج کو گرمی اور ہوا اور پانی کو سردی میں مدد ملتی ہے وہ جہنم ہے - حدیث میں سورج سے گرمی پہنچنے سے انکار نہیں بلکہ اس میں گرمی کا منبع بتایا گیا ہے۔

بعض محققین نے ایک لطیف جواب دیا ہے اور وہ یہ کہ عالم شہادت جس کی شکل و صورت اور کیفیت کو ہم حواس اور عقل سے محسوس کرتے ہیں اور عالم مثال جس کو ہم اپنے خیال سے جان سکتے ہیں، یہ دونوں ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں - پھر ان دونوں کیلئے ایک ایسا منبع ہے جس سے اچھی کیفیات کا ظہور ہوتا ہے اور دوسرا ایسا منبع ہے جس سے مخالف اور مضر کیفیات کا ظہور ہوتا ہے - یہ مضر کیفیت خواہ جہنم میں جائے یا دنیا میں آئے اس کا منبع ایک ہے - جب ایک منبع سے دو نہریں نکلتی ہوں، اگر ان میں سے ایک کا پانی بند کر دیا جائے تو دوسری میں پانی زیادہ ہو جاتا ہے - اگر دونوں میں پانی چھوڑا جائے تو پہلی میں بھی کم ہو جاتا ہے - اس عالم کے پیدا ہونے سے قبل عالم مثال تھا اور اس وقت منبع سے صرف جہنم ہی کی کیفیات مضرہ کا اخراج ہوتا تھا - یہی شکایت کا وقت تھا (اور یہ شکایت بعض علماء کے نزدیک زبانِ حال سے تھی اور بعض کے نزدیک زبانِ قال سے) اس کے بعد عالم پیدا ہوا تو اس عالم میں بھی کیفیات مضرہ کے اسباب پیدا کر دیئے - کیفیاتِ مضرہ کے ظہور کیلئے جیسے فاعل کے بغیر چارہ نہیں ویسے ہی محل کی قابلیت کی بھی ضرورت ہے - پس وہ کیفیات مضرہ جو اس عالم کے وجود سے پہلے صرف جہنم کی طرف رجوع کرتی تھیں، اس عالم کے پیدا ہونے کے بعد اس میں کمی ہو گئی -

اور بعض علماء اس حدیث کو صرف تمثیل قرار دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ گرمی تکلیف دہ چیز ہے - ان کے نزدیک نہ کلام ہے نہ انتقال بلکہ صرف ایک تمثیل ہے - جیسے مثل مشہور ہے کہ سب قومیں اللہ کے پاس گئیں اور سب کو ایک ایک کسب دیا - ایک قوم باقی رہ گئی اور کسب ختم ہو گئے تو اللہ نے فرمایا

تمہارے لئے کوئی کسب نہیں جو کسب دیکھو کر لو ۔ اس تمثیل کا یہ مطلب ہے کہ یہ قوم سب کسب کرتی ہے ۔ اس طرح اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ گرمی تکلیف دہ چیز ہے ایسی تکلیف دہ جیسے جہنم سے آئی ہوئی ہے ۔

اس کے آگے ایک اور حدیث پہ جرح کرنی چاہتے ہیں ۔ کہتے ہیں :

حدیث کا علم الطب :

ماہرینِ طب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مکھی ایک نہایت خطرناک جانور ہے جو مہلک امراض کے جراثیم ایک جسم سے دوسرے جسم تک منتقل کرتی رہتی ہے ۔

لیکن حدیث کہتی ہے : "اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسہ ثم لینزعہ فان فی احد جناحیہ داء و فی الاخر شفاء "

کہ " اگر مکھی پانی میں گر جائے تو اسے ڈبو کر نکال دو اس لئے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفا ہے " (دو اسلام صفحہ ۳۲۷)

الجواب :

اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ مکھی بیماری کے جراثیم اٹھا کر لے جاتی ہے اور گندگی اس کی غذا ہے اور اس کے جسم میں موجود ہوتی ہے ۔ پس حدیث کا یہ کہنا کہ " اگر پانی میں گر جائے تو اس کو ڈبو کر نکالو کیونکہ اس کے دوسرے پر میں شفا ہے " ٹھیک نہیں !

مگر اس امر پر غور نہیں کیا کہ اس کے جسم میں ایک ایسا تریاق موجود ہے جو اس گندگی کو فنا کر دیتا ہے جو اس کے جسم کے اندر موجود ہوتی ہے اور اس کے جراثیم کے مہلک اثرات کا اس میں علاج ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مکھی ان تمام زہریلی چیزوں کو کھا جاتی ہے جو ہمارے لئے مہلک ہیں مگر ان کے کھانے سے مرتی نہیں بلکہ چست و چالاک ہوتی ہے ۔ بعض بچے جن کو دق الاطفال کی بیماری ہو جاتی ہے ان کا علاج مکھیوں کے کھلانے سے کیا جاتا ہے اور ایک قسم کی مکھی مذبح خانے میں موجود ہوتی ہے اس سے مرگی کا علاج کیا جاتا ہے ۔ مکھی کے افعال سے جن علماء نے بحث کی ہے ان کا اقرار ہے کہ مکھی کے جسم میں جراثیم کش تریاق موجود ہے ۔

مکھی کی عادت ہے کہ جب گرتی ہے تو ایک پہلو پر گرتی ہے ۔ اپنے آپ کو بچانے کیلئے پر جھاڑتی ہے اس طرح جو مادہ پروں کے ساتھ ہوتا ہے جھڑ جاتا ہے ۔ اب اس میں تریاقیت کا اثر باقی ہے جو ڈبونے سے حاصل ہو جاتا ہے ـــــــ اس حدیث سے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے ، آپ الٹا اعتراض کر رہے ہیں !

آگے پھر ایک حدیث پر اعتراض ہے :

حدیث کا علم التولید:

" رحمِ مادر میں بچہ کیسے بنتا ہے؟ نر و مادہ کی علامات اس میں کس منزل پر کس طرح پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ ماں یا باپ یا دونوں کے خد و خال کیسے حاصل کر لیتا ہے؟ یہ فطرت کے وہ رموز ہیں جنہیں کوئی ماہرِ فطرت آج تک نہیں سمجھ سکا لیکن ہمارے علماء ان مسائل کو صدیوں پہلے حل کر چکے ہیں۔

"مرد کا نطفہ سفید ہوتا ہے اور عورت کا زرد، انزال کے بعد یہ ہر دو قسم کے نطفے مل جاتے ہیں اگر یہ مائل بہ سفیدی ہو تو بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ بچی!" (مسلم)

ماہرینِ تولید اس امر پر متفق ہیں کہ عورت کا نطفہ مقدار میں بیحد کم یعنی بمشکل ایک آدھ قطرہ ہوتا ہے اور مرد کا کافی زیادہ۔ اگر دونوں نطفے مل جائیں تو عورت کا نطفہ نظر تک نہ آئے۔ اس صورت میں چاہیئے تو یہ تھا کہ مجامعت میں ہمیشہ لڑکا پیدا ہو چہ جائیکہ وہ نطفہ مرد کا رنگ بدلتا پھرے۔"

خد و خال کے متعلق ارشاد ہوتا ہے "مجامعت کے وقت اگر مرد کا انزال پہلے ہو تو بچہ باپ پہ جاتا ہے ورنہ ماں پہ" (بخاری)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاں ایسی اولاد پیدا ہو جو فرشتوں سے زیادہ پاکیزہ اور ابلیس کی زد سے بالکل باہر ہو تو لیجئے نسخہ حاضر ہے:

ابن عباس حضور سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص مجامعت کرنے لگے تو یہ دعا پڑھ لے:

"بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا"

"اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو شیطان سے بچا"

تو اس کی اولاد کو شیطان کبھی گمراہ نہ کر سکے گا" (بخاری) ——— کتنی امرت دھارا قسم کی دعا ہے کہ نہ قرآن کی ضرورت باقی رہی اور نہ رسول کی" (دو اسلام)

<u>الجواب:</u>

یہاں یہ اعتراض ہے کہ:

حدیث میں باپ یا ماں کے ساتھ بچے کی مشابہت کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح لڑکا یا لڑکی ہونے کا سبب ذکر کیا گیا ہے۔ ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا بلکہ واقعہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ نطفہ کا صرف ایک ذرہ استعمال ہوتا ہے باقی بالکل بہ جاتا ہے اور عورت کا نطفہ بالکل قلیل ہوتا ہے۔ رنگت کے لحاظ سے اس کے

غالب ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اگر دعا پڑھنے سے بچہ شیطان کے اثر سے بچ جائے تو پھر قرآن، رسول کی کہاں ضرورت رہی؟ ۔ یہ ہے اعتراض

اس میں کوئی شک نہیں کہ کبھی لڑکا ہوتا ہے اور کبھی لڑکی ۔ اور کبھی بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی باپ کے ۔ ماہرین کو ابھی تک اس کا سبب معلوم نہیں ۔ مگر بعض ماہرین کہتے ہیں ، مذکر و مؤنث کا تعلق عورت کے نطفہ سے ہوتا ہے ۔ بعض مہینوں میں لڑکے پیدا ہوتے ہیں اور بعض میں لڑکیاں ۔ مگر یہ قاعدہ ان کا تخمینی ہے کلی نہیں ۔ بہرکیف کوئی ٹھوس چیز ماہرین کو معلوم نہیں ہوئی ۔ مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے متعلق بتایا ہے ۔ حدیث میں یہ لفظ نہیں کہ یہ مرکب مائل بہ سفیدی ہو تو بچہ ہوتا ہے ۔ بلکہ حدیث کے یہ لفظ ہیں کہ اگر مرد کا نطفہ غالب ہو تو لڑکا ورنہ لڑکی ۔ غلبے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ زیادہ ہو بلکہ معنوی غلبہ مراد ہے ۔ یعنی مرد کے نطفہ میں لڑکا بننے کا اثر ہوتا ہے اور عورت کے نطفہ میں لڑکی بننے کا ۔ اب جس کا اثر غالب ہوگا وہی صورت ہوگی ۔ غلبہ سے مراد یہ نہیں کہ اگر مرد کا نطفہ زیادہ ہوگا تو لڑکا ورنہ لڑکی ۔ اگر غلبہ میں کثرت کا بھی لحاظ رکھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مرد کا نطفہ جتنا انعقادِ حمل میں خرچ ہوتا ہے اس کے اندازے میں تفاوت ہوتا ہے ۔ لڑکا بننے کیلئے کچھ زیادہ خرچ ہوتا ہے اور لڑکی بننے کیلئے کچھ کم ۔

مشابہت والی حدیث میں "سبق" کا لفظ ہے جس کے معنے بڑھنے کے ہیں اگر مرد کا نطفہ بڑھ جائے تو باپ سے مشابہت ہوگی ورنہ ماں سے ۔ بڑھنے کے معنی پہلے انزال ہونے کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے اور معنوی بڑھنا بھی مراد لیا جا سکتا ہے ۔

دعا کے اثر کا یہ مطلب نہیں کہ بچہ ایسا نیک ہوگا کہ اس کو قرآن اور رسول کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اس کے شاملِ حال ہوگا ۔ قرآن و سنت سے مستفید ہونے کی اس میں قابلیت ہوگی ۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ بچے کو شیطان جسمانی ضرر نہیں پہنچا سکے گا ۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ شیطان مرد کے ساتھ اس کے فعل میں شریک ہو کر بچے میں ضرر کا باعث نہ بنے گا ۔ نیز ان امور کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے ۔ کیونکہ دعا کے اثر کا ذکر تو قرآن میں بھی ہے ۔ جب مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو ان کی ماں نے یہ کہا :

وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ۔

" کہ میں اس کو اور اس کی ذریت کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔"

ـــــ جب ولادت کے بعد دعا کی جاسکتی ہے تو انعقادِ حمل سے پہلے بھی ہوسکتی ہے ۔ قرآنِ مجید میں ہے : "ادعونی استجب لکم"

کہ "مجھ سے مانگو، میں دوں گا"

آگے ایک اور حدیث :

حدیث کا علم الاصوات :

"مرغ کیوں بانگ دیتا ہے ؛ گدھا کیوں ہینگتا ہے ؟

ابوہریرۃ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم مرغ کی صدا سنو تو اللہ سے فضل کی دعا مانگو اس لئے کہ اس وقت مرغ کو فرشتہ نظر آیا کرتا ہے ۔ اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے پناہ مانگو ۔ اس لئے کہ وہ شیطان کو دیکھ کر ہینگتا ہے " (بخاری)

الجواب :

مرغ جب بڑا ہوتا ہے تو بانگ دیتا ہے یعنی نشوونما کی تکمیل پر پہنچ کر اس میں یہ فعل ہوتا ہے اور رات کو اس کی آواز سے متنبہ ہو کر آدمی نماز کیلئے تیار ہوتا ہے ۔ اور اس کی آواز سریلی ہوتی ہے ۔ یہ چیزیں اس قسم کی ہیں کہ ان کو فرشتوں کی طرف منسوب کیا گیا اور گدھے کی آواز کو قرآن نے بھی قبیح قرار دیا ہے بلکہ سب آوازوں سے اس کو برا کہا ہے :

"ان انکر الاصوات لصوت الحمیر"

کہ "سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی آواز ہے"

. . . اس لئے اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا ۔

بعض محققین نے یہ ذکر کیا ہے کہ ہر نوع کے لئے عالمِ مثال میں ایک صورت ہے ۔ اسی صورت کی طرف اس کے نوعی احکام منسوب ہیں ۔ بہترین انواع کی تصاویر بہتر ہیں اور منکر ترین انواع کی تصاویر بری ۔ بہترین مثالی صورت کو فرشتے اور بری صورت کو شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ مرغ کی آواز اور گدھے کی آواز اپنی اپنی مثالی صورت کے تابع ہیں ۔ ہر حیوان چونکہ اپنی تصویر یا اپنی جنس کو دیکھ کر یا خیال کرکے آواز کرتا ہے ۔ اس لئے اس کو فرشتے اور شیطان کے دیکھنے سے تعبیر کیا ۔

اور عین ممکن ہے کہ جب مرغ میں بانگ کہنے کی تحریک ادنیٰ درجہ پر ہو تو فرشتہ دیکھنے سے وہ تحریک اس درجہ پر پہنچ جائے کہ بانگ دیدے ۔ اسی طرح گدھے میں آواز کی خواہش کو تیز کرنے میں شیطان کو بھی دخل ہو جیسے انسانی تحریکات میں بھی بعض وقت شیطان کو اور بعض وقت فرشتے کو دخل ہوتا ہے ۔ حالانکہ اصل تحریک

انسان کے دماغ سے ہی اٹھتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے:

"اذ یوحی ربک الی الملئکۃ انی معکم فثبتوا الذین آمنوا۔ الآیۃ"

کہ "تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ"

دوسری جگہ فرمایا:

"الشیطان یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشاء"

کہ "شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے"

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- میسرز خلیق نیوز ایجنسی، منڈی امین آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع لائلپور۔
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل و ضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- کتب خانہ وطن بیبہ، ۳۰۔ النور مارکیٹ، اردو بازار گوجرانوالہ۔
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور تحصیل بازار، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹، سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد ایبن پور بازار، لائلپور۔
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔